Allama Iqbal Open University AIOU BA AD Solved Assignment NO 1 Autumn 2025

Code 472 Quran-e-Hakeem

www.studyvillas.com

سوال نمبر *1:* سورہ بقرہ کے پہلے رکوع کا سلیس ترجمہ و تشریح

ترجمہ:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الم۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں، ہدایت ہے پرہیزگاروں کے لیے۔ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو تم پر نازل کیا گیا *(یعنی قرآن)* اور جو تم سے پہلے نازل کیا گیا، اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی کامیاب

ہیں۔ یقیناً جن لوگوں نے کفر کیا، ان کے لیے برابر ہے تم انہیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے، اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

تشریح:

سورۃ البقرہ قرآنِ مجید کی سب سے طویل سورۃ ہے اور یہ مدنی سورۃ ہے۔ اس کے پہلے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کے بنیادی پیغام، انسان کے ایمان، تقویٰ، ہدایت اور کفر کی حقیقت کو واضح کیا ہے۔ اس رکوع میں تین بنیادی گروہوں کا ذکر کیا گیا ہے: *(1)* مؤمنین، *(2)* کافرین، اور *(3)* منافقین۔ پہلا رکوع بنیادی طور پر ایمان والوں اور کافروں کے اوصاف کو بیان کرتا ہے۔

***1.* قرآن کی عظمت اور ہدایت کا پیغام:**

ابتدائی آیت ''الٓمٓ'' حروفِ مقطعات پر مشتمل ہے جن کا حقیقی معنی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا گیا: ''یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں''۔ یعنی قرآن ایسی الہامی کتاب ہے جس کی صداقت، حقانیت، اور سچائی میں کوئی شک نہیں۔ یہ انسانی عقل و فکر کو روشنی بخشتی ہے اور اسے صحیح راستہ دکھاتی ہے۔ مگر یہ ہدایت عام نہیں بلکہ مخصوص ہے، یعنی

www.studyvillas.com

صرف ان کے لیے جو "پرہیزگار" ہیں۔ تقویٰ اختیار کرنے والے ہی قرآن سے صحیح فائدہ حاصل کر سکتے ہیں، کیونکہ ان کے دلوں میں اللہ کا خوف اور نیکی کا جذبہ ہوتا ہے۔

2. متقیوں کی صفات:

اس رکوع میں متقیوں (پرہیزگاروں) کی پانچ اہم صفات بیان کی گئی ہیں:

(الف) **غیب پر ایمان:** یعنی وہ ان چیزوں پر ایمان رکھتے ہیں جو آنکھوں سے نظر نہیں آتیں جیسے اللہ، فرشتے، جنت، دوزخ اور آخرت۔

(ب) **نماز قائم کرنا:** وہ صرف نماز پڑھتے نہیں بلکہ اسے قائم کرتے ہیں، یعنی پورے نظم و ضبط اور خشوع کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔

(ج) **اللہ کی راہ میں خرچ کرنا:** وہ مال کو اللہ کی امانت سمجھتے ہیں اور اس کا کچھ حصہ ضرورت مندوں پر خرچ کرتے ہیں۔

(د) **وحی پر ایمان:** وہ اس وحی پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو محمد ﷺ پر نازل ہوئی اور اس پر بھی جو انبیاء سابقین پر نازل ہوئی۔

(ہ) **آخرت پر یقین:** ان کے ایمان کا آخری جزو یہ ہے کہ وہ آخرت پر پختہ

www.studyvillas.com

یقین رکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ایک دن انہیں اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔

یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے اللہ نے فرمایا: ''یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی کامیاب ہیں''۔ یعنی جن کے اندر یہ صفات ہیں، وہ دنیا اور آخرت دونوں میں کامیاب ہیں۔

3. کافروں کی حالت:

اس رکوع کے دوسرے حصے میں کافروں کا ذکر ہے۔ فرمایا گیا: ''بیشک جن لوگوں نے کفر کیا، ان کے لیے برابر ہے تم انہیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔'' اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کے دل ضد، تکبر، اور ہٹ دھرمی سے بھر چکے ہیں۔ ان کے سامنے دلیلیں، معجزات، اور نصیحتیں بے اثر رہتی ہیں کیونکہ ان کے دلوں پر اللہ کی طرف سے مہر لگ چکی ہے۔

4. دلوں پر مہر لگنے کی وضاحت:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے''۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان بار بار

www.studyvillas.com

حق کو ٹھکراتا ہے، تو آہستہ آہستہ اس کا دل سخت ہو جاتا ہے، وہ سچائی سننے اور سمجھنے کی صلاحیت کھو دیتا ہے۔ گویا اس کے دل پر مہر اور آنکھوں پر پردہ ڈال دیا جاتا ہے، اور وہ ہدایت قبول نہیں کرتا۔

5. کافروں کے انجام کا بیان:

آخر میں فرمایا گیا: ''اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے''۔ یعنی جو لوگ جان بوجھ کر حق کو جھٹلاتے ہیں، ان کے لیے دنیا میں ذلت اور آخرت میں سخت عذاب تیار ہے۔ یہ انتباہ اس لیے ہے کہ لوگ غور کریں، ہٹ دھرمی نہ کریں اور ہدایت کو قبول کریں۔

روحانی پیغام:

سورہ بقرہ کے پہلے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی زندگی کا مقصد واضح کیا ہے۔ قرآن انسان کو نہ صرف اللہ کی پہچان کرواتا ہے بلکہ اسے اخلاقی اور عملی زندگی گزارنے کا راستہ بھی دکھاتا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ ہدایت انہی کو ملتی ہے جو دل سے اللہ پر ایمان لاتے ہیں، عبادت میں مستقل مزاج ہیں، اور اپنی دولت و صلاحیتوں کو مخلوقِ خدا کی خدمت میں خرچ کرتے ہیں۔

www.studyvillas.com

عملی سبق:

1. قرآن سے فائدہ اٹھانے کے لیے دل میں تقویٰ، عاجزی اور سچائی ہونا ضروری ہے۔

2. ایمان صرف زبانی دعویٰ نہیں بلکہ عمل، عبادت، اور انفاق سے ظاہر ہوتا ہے۔

3. کفر اور ضد انسان کے دل کو اندھا کر دیتی ہے، اس لیے ہدایت قبول کرنے کے لیے دل کا نرم ہونا لازم ہے۔

4. آخرت پر یقین رکھنے والا انسان دنیا میں انصاف، دیانت، اور خیر کے راستے پر چلتا ہے۔

نتیجہ:

سورۃ البقرہ کے پہلے رکوع کا بنیادی پیغام یہ ہے کہ قرآن تمام انسانوں کے

www.studyvillas.com

لیے ہدایت ہے، مگر اس سے فائدہ صرف وہی لوگ اٹھاتے ہیں جن کے دل ایمان سے منور ہوں۔ متقی، مومن، اور سچے لوگ اس ہدایت کے ذریعے کامیاب ہوتے ہیں، جبکہ کافر اپنی ضد اور تکبر کی وجہ سے اندھیروں میں بھٹکتے رہتے ہیں۔ یہ رکوع ہمیں دعوت دیتا ہے کہ ہم اپنے دل کو ایمان، علم، اور عمل صالح سے روشن کریں تاکہ ہم دنیا و آخرت دونوں میں سرخرو ہوں۔

www.studyvillas.com

سوال نمبر 2: سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 67 تا 73 کا ترجمہ اور واقعہ کی تفصیل اپنے الفاظ میں

ترجمہ:

(67) اور جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو، تو انہوں نے کہا: کیا آپ ہم سے مذاق کر رہے ہیں؟ موسیٰؑ نے کہا: میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ جاہلوں میں سے ہو جاؤں۔

(68) انہوں نے کہا: ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ ہمیں بتائے کہ وہ گائے کیسی ہو؟ موسیٰؑ نے کہا: وہ فرماتا ہے کہ وہ نہ بہت بوڑھی ہو اور نہ بالکل کم عمر بلکہ درمیانی عمر کی ہو، پس وہی کرو جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔

(69) انہوں نے کہا: اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ ہمیں اس کا رنگ بتائے۔ موسیٰؑ نے کہا: وہ فرماتا ہے کہ وہ گائے زرد رنگ کی ہو، گہرا زرد، دیکھنے والوں کو خوش کرنے والی۔

(70) انہوں نے کہا: اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ ہمیں بتائے کہ وہ کیسی ہو، کیونکہ گایوں کی صورت ہمارے لیے مشتبہ ہو گئی ہے اور اگر اللہ چاہے

www.studyvillas.com

تو ہم ضرور ہدایت پا جائیں گے۔

(71) موسیٰؑ نے کہا: وہ فرماتا ہے کہ وہ گائے ہو جو زمین جوتنے اور کھیتوں کو پانی دینے والی نہ ہو، بے عیب ہو، اس میں کوئی داغ نہ ہو۔ انہوں نے کہا: اب آپ نے حق بات بتائی، پھر انہوں نے اسے ذبح کیا، مگر وہ ایسا کرنے والے نہ تھے۔

(72) اور جب تم نے ایک شخص کو قتل کیا، پھر اس میں جھگڑنے لگے اور اللہ وہ ظاہر کرنے والا تھا جو تم چھپا رہے تھے۔

(73) تو ہم نے کہا: اس (گائے) کے ایک ٹکڑے سے اسے مارو، اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو۔

واقعہ کی تفصیل اپنے الفاظ میں:

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایک نہایت اہم اور عبرت انگیز واقعہ بیان فرمایا ہے جو بنی اسرائیل کے زمانے میں پیش آیا۔ یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور کا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ایک عجیب امتحان میں ڈالا تاکہ ان کے ایمان، اطاعت، اور یقین کی آزمائش ہو سکے۔

www.studyvillas.com

1. حضرت موسیٰؑ کا حکم اور بنی اسرائیل کا ردِعمل:

ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم یعنی بنی اسرائیل سے فرمایا کہ "اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو۔" یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص مقصد کے لیے دیا گیا تھا، لیکن بنی اسرائیل نے بجائے فوراً اطاعت کرنے کے، اس حکم کو سن کر مذاق اور شک و شبہ کے انداز میں بات کی۔ انہوں نے حضرت موسیٰؑ سے کہا: "کیا آپ ہم سے مذاق کر رہے ہیں؟" گویا وہ اس حکم کو سنجیدہ نہیں لے رہے تھے۔ اس پر حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ "میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں جاہلوں میں سے ہوں۔"

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کی فطرت میں ضد، تاخیر، اور سوالات کی بھرمار تھی۔ وہ ہر حکم کو پیچیدہ بنا دیتے تھے، حالانکہ اللہ کا حکم سادہ تھا۔

2. گائے کی تفصیل پوچھنے کا سلسلہ:

بنی اسرائیل نے گائے کے بارے میں بار بار سوالات کیے۔ سب سے پہلے انہوں نے پوچھا کہ گائے کیسی ہو؟ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے: "نہ بوڑھی ہو نہ جوان بلکہ درمیانی عمر کی ہو۔" اس کے باوجود انہوں نے

www.studyvillas.com

مزید سوال کیا: "اس کا رنگ کیسا ہو؟" جواب ملا: "وہ گائے زرد رنگ کی ہو، ایسی چمکدار کہ دیکھنے والے کو خوشی ہو۔"

پھر بھی وہ مطمئن نہ ہوئے اور کہا: "ہمیں مزید بتائیں کہ وہ گائے کیسی ہو؟ کیونکہ بہت سی گائیں ہمیں مشابہ لگتی ہیں۔" حضرت موسیٰؑ نے فرمایا: "وہ گائے ہو جو نہ زمین جوتتی ہو، نہ کھیتوں کو پانی دیتی ہو، بلکہ بالکل بے عیب ہو۔" تب جا کر بنی اسرائیل نے کہا: "اب آپ نے ٹھیک بات کہی ہے۔" تب انہوں نے بڑی مشکل سے گائے ذبح کی۔

یہ واقعہ ان کی ہٹ دھرمی، سوالات کی کثرت، اور حکمِ الٰہی پر تاخیر سے عمل کرنے کی نشاندہی کرتا ہے۔ اگر وہ شروع میں ہی سادہ ایمان سے گائے ذبح کر دیتے، تو یہ معاملہ اتنا پیچیدہ نہ ہوتا۔

3. قتل کا واقعہ اور راز کا انکشاف:

اللہ تعالیٰ نے اس حکم کی اصل وجہ آیات 72 اور 73 میں بیان فرمائی۔ بنی اسرائیل کی ایک بستی میں ایک شخص کو قتل کر دیا گیا تھا۔ قاتل نے چالاکی سے اپنے جرم کو چھپانے کی کوشش کی، اور سب لوگ آپس میں جھگڑنے لگے کہ قاتل کون ہے۔ اس جھگڑے میں انصاف قائم نہیں ہو رہا تھا۔ اس موقع

www.studyvillas.com

پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو وحی فرمائی کہ بنی اسرائیل سے کہو کہ وہ ایک گائے ذبح کریں۔

جب انہوں نے گائے ذبح کر لی، تو اللہ نے حکم دیا کہ "گائے کے ایک حصے سے مقتول کے جسم کو مارو۔" جیسے ہی انہوں نے ایسا کیا، اللہ تعالیٰ نے اس مردے کو دوبارہ زندہ کر دیا۔ اس نے صاف صاف بتا دیا کہ اس کا قاتل کون تھا۔ پھر وہ شخص دوبارہ مر گیا۔

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑی نشانی تھی کہ وہ مردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہے، اور وہ ہر پوشیدہ چیز کو ظاہر کر سکتا ہے۔

4. واقعہ کا مقصد اور سبق:

یہ واقعہ صرف بنی اسرائیل کے لیے نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے ایک سبق ہے۔ اس واقعہ میں کئی اخلاقی، دینی، اور عقلی پہلو پوشیدہ ہیں۔

(الف) اطاعتِ الٰہی میں تاخیر نقصان دہ ہے:

بنی اسرائیل کو ایک سادہ حکم دیا گیا تھا، مگر انہوں نے اپنی ضد اور سوالات

سے معاملہ مشکل بنا دیا۔ اگر وہ فوراً حکم مان لیتے، تو آسانی رہتی۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اللہ کے حکم پر ایمان کے ساتھ فوراً عمل کرنا چاہیے۔

(ب) اللہ کی قدرت کا اظہار:

اللہ تعالیٰ نے ایک مردہ شخص کو زندہ کر کے ثابت کیا کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ یہ قدرت کا ایک زندہ معجزہ تھا جسے بنی اسرائیل نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

(ج) جھوٹ اور فریب کا انجام:

جو شخص قتل کر کے جھوٹ بول رہا تھا، اللہ نے اس کا راز کھول دیا۔ اس سے سبق ملتا ہے کہ اللہ کے سامنے کوئی چیز چھپ نہیں سکتی۔ وہ دلوں کے حال تک جانتا ہے۔

(د) ایمان کا امتحان:

بنی اسرائیل کا یہ رویہ ظاہر کرتا ہے کہ ایمان صرف زبانی اقرار نہیں بلکہ عمل اور تسلیم کا نام ہے۔ جن لوگوں کے دلوں میں شک اور تاخیر ہوتی ہے، وہ کبھی کامل ایمان تک نہیں پہنچ سکتے۔

www.studyvillas.com

5. روحانی مفہوم:

یہ واقعہ انسان کو یاد دلاتا ہے کہ اللہ کے احکامات ہمیشہ حکمت پر مبنی ہوتے ہیں، چاہے انسان ان کی حقیقت نہ سمجھ سکے۔ اگر بندہ اپنی عقل کے بجائے اللہ کی مرضی پر بھروسہ کرے تو زندگی آسان ہو جاتی ہے۔

6. موجودہ دور کے لیے سبق:

آج کے دور میں بھی مسلمان جب دین کے احکامات کو سوالات اور تاخیر کے ساتھ لیتے ہیں، تو ان کے لیے مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں۔ مثلاً نماز، زکوٰۃ، اور حلال و حرام کے معاملات میں ہم بہت سے بہانے تراشتے ہیں۔ حالانکہ قرآن کہتا ہے کہ ایمان والے وہ ہیں جو ''سمعنا و اطعنا'' یعنی ''ہم نے سنا اور ہم نے مانا'' کا جذبہ رکھتے ہیں۔

7. خلاصہ:

سورۃ البقرہ کی آیات 67 تا 73 کا مرکزی موضوع **اطاعت، ایمان، اور اللہ کی قدرت** ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک قتل کے واقعے کے ذریعے یہ واضح کیا کہ انسان کے اعمال چھپ نہیں سکتے۔ گائے ذبح کرنے کا حکم دراصل ایک آزمائش تھی تاکہ ان کی نافرمانی اور ضد ظاہر ہو جائے۔

www.studyvillas.com

یہ آیات انسان کو یہ سبق دیتی ہیں کہ:

1. اللہ کے احکامات پر بلا چون و چرا عمل کیا جائے۔

2. تاخیر اور سوالات ایمان کو کمزور کرتے ہیں۔

3. اللہ ہر پوشیدہ حقیقت کو ظاہر کرنے پر قادر ہے۔

4. ایمان کا حقیقی معیار اطاعت اور عمل ہے، نہ کہ بحث و تکرار۔

یوں یہ واقعہ صرف ایک تاریخی کہانی نہیں بلکہ ایمان، اخلاق، اور عمل کے اصولوں کا عملی سبق ہے جو ہر زمانے کے انسان کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

www.studyvillas.com

سوال نمبر *3:* سورۃ البقرہ آیات *97* تا *102* کا ترجمہ و تشریح

ترجمہ:

(97) کہہ دو، جو شخص جبرائیل کا دشمن ہو *(*تو جان لے کہ*)* جبرائیل ہی ہیں جنہوں نے اللہ کے حکم سے یہ قرآن تمہارے دل پر نازل کیا ہے، جو پہلے کی کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے اور مومنوں کے لیے ہدایت اور خوشخبری ہے۔

(98) جو کوئی اللہ، اس کے فرشتوں، اس کے رسولوں، جبرائیل اور میکائیل کا دشمن ہو، تو *(*یقین رکھو*)* کہ اللہ کافروں کا دشمن ہے۔

(99) اور ہم نے تم پر صاف صاف آیات نازل کیں، اور ان کا انکار صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو فاسق ہیں۔

(100) کیا یہ نہیں ہوا کہ جب بھی انہوں نے کوئی عہد باندھا، ان میں سے ایک گروہ نے اسے توڑ ڈالا؟ بلکہ ان میں سے اکثر ایمان نہیں رکھتے۔

(101) اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے ایک رسول آیا جو اس *(*کتاب*)* کی تصدیق کرنے والا تھا جو ان کے پاس تھی، تو کتاب والے لوگوں میں سے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب کو پیچھے پھینک دیا گویا وہ کچھ جانتے ہی نہیں۔

www.studyvillas.com

(102) اور وہ اس (جادو) کے پیچھے لگ گئے جو شیطانوں نے سلیمانؑ کے عہد میں بنایا تھا۔ سلیمانؑ نے کفر نہیں کیا، لیکن شیطانوں نے کفر کیا، وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے، اور وہ علم حاصل کرتے تھے جو بابل میں ہاروت اور ماروت دو فرشتوں پر نازل کیا گیا تھا۔ اور وہ دونوں کسی کو نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم آزمائش کے لیے ہیں، کفر نہ کرنا۔ پھر بھی لوگ ان سے وہ سیکھتے تھے جس سے مرد اور بیوی میں جدائی ڈالتے تھے۔ مگر وہ اللہ کے حکم کے بغیر کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے، اور وہ وہی چیز سیکھتے تھے جو انہیں نقصان پہنچائے اور نفع نہ دے۔ اور یقیناً وہ جانتے تھے کہ جو اس کو خریدے گا اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اور کیا ہی بری چیز تھی جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانیں بیچ ڈالیں، کاش وہ جانتے۔

تشریح:

یہ آیات بنی اسرائیل کے ان عقائد، حرکات اور خیالات پر روشنی ڈالتی ہیں جو انہوں نے حضرت موسیٰؑ کے بعد اختیار کر لیے تھے، اور جنہوں نے ان کی

www.studyvillas.com

دینی، اخلاقی اور روحانی زندگی کو کمزور کر دیا۔ ان آیات میں خاص طور پر **حضرت جبرائیلؑ، حضرت میکائیلؑ، وحی الٰہی، بنی اسرائیل کے عہد شکنی کے رویے، اور جادو کے فتنہ** کا ذکر کیا گیا ہے۔

---

1. جبرائیلؑ سے دشمنی کا پس منظر (آیت 97)

یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب **یہودیوں نے جبرائیلؑ سے دشمنی کا اظہار کیا۔** ان کا عقیدہ تھا کہ جبرائیلؑ ''عذاب'' کے فرشتے ہیں، جبکہ میکائیلؑ ''رحمت'' کے فرشتے ہیں۔ ان کے مطابق اگر وحی میکائیلؑ کے ذریعے آتی تو وہ مان لیتے، مگر چونکہ جبرائیلؑ لائے، اس لیے انہوں نے انکار کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ **جبرائیلؑ اللہ کے حکم سے قرآن نازل کرنے والے فرشتے ہیں۔** ان کا دشمن دراصل اللہ کا دشمن ہے، کیونکہ وہ محض اپنی مرضی سے نہیں بلکہ رب کے حکم سے کام کرتے ہیں۔ اس میں ایک عقلی دلیل بھی پوشیدہ ہے کہ **وحی کا ذریعہ کوئی فرق نہیں ڈالتا، اصل اہمیت پیغام کی ہوتی ہے۔**

www.studyvillas.com

---

2. اللہ، رسولوں اور فرشتوں کی دشمنی کفر ہے (آیت 98)

یہ آیت ایک اصولی اعلان ہے کہ **جو کوئی اللہ، اس کے رسولوں یا فرشتوں سے دشمنی رکھتا ہے، وہ دراصل کافر ہے**۔ یہاں جبرائیلؑ اور میکائیلؑ کا خصوصی ذکر اس لیے کیا گیا کہ یہودیوں نے انہی سے بغض رکھا۔

یہ بات سمجھنی ضروری ہے کہ ایمان صرف اللہ پر ایمان لانے سے مکمل نہیں ہوتا، بلکہ **تمام رسولوں اور فرشتوں پر ایمان لانا** بھی ایمان کا حصہ ہے۔ جو شخص وحی کے کسی پہلو یا کسی نبی یا فرشتے کا انکار کرے، وہ ایمان کے دائرے سے نکل جاتا ہے۔

---

3. بنی اسرائیل کی ضد اور فاسقانہ رویہ (آیت 99-100)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تم پر واضح آیات نازل کیں، لیکن ان کا انکار صرف **فاسق لوگ** کرتے ہیں۔ فاسق وہ لوگ ہیں جو جان بوجھ کر حق کو ٹھکراتے ہیں اور اپنے نفس کی پیروی کرتے ہیں۔

www.studyvillas.com

پھر فرمایا: ”جب بھی انہوں نے کوئی عہد باندھا، انہوں نے اسے توڑ ڈالا۔“ یہ بنی اسرائیل کی تاریخی عادت تھی کہ وہ بار بار اللہ سے وعدے کرتے اور پھر ان کی خلاف ورزی کرتے۔ انہوں نے تورات میں دیے گئے احکام کی بھی نافرمانی کی اور اللہ کے نبیوں کے ساتھ بھی بدسلوکی کی۔

یہ آیات دراصل **مسلمانوں کو بھی تنبیہ** کرتی ہیں کہ وہ بنی اسرائیل کی طرح عہد شکنی اور نافرمانی کی روش نہ اپنائیں۔

4.* نبی ﷺ *کے آنے پر یہودیوں کا انکار (آیت 101)

یہ آیت مدینہ کے یہودیوں کے رویے کو بیان کرتی ہے۔ وہ تورات میں **حضرت محمد** ﷺ **کی آمد کی بشارت** پڑھ چکے تھے، مگر جب نبی ﷺ تشریف لائے تو انہوں نے جان بوجھ کر انکار کر دیا۔

فرمایا گیا: ”جب ان کے پاس ایک رسول آیا جو ان کی اپنی کتاب کی تصدیق کرنے والا تھا، تو انہوں نے اللہ کی کتاب کو پیچھے پھینک دیا۔“

www.studyvillas.com

یعنی انہوں نے حقیقت کو جانتے ہوئے بھی صرف **حسد، ضد، اور برتری کے احساس** میں نبی ﷺ کی نبوت کو تسلیم نہ کیا۔

یہ رویہ صرف بنی اسرائیل کا نہیں بلکہ ہر اس انسان کا ہے جو **تعصب میں حق کو چھپاتا ہے۔**

---

5. سلیمانؑ اور جادو کا فتنہ (آیت 102)

یہ آیت ایک بہت اہم تاریخی واقعہ بیان کرتی ہے۔ یہودیوں میں ایک غلط فہم عقیدہ پھیل گیا تھا کہ **حضرت سلیمانؑ جادوگر تھے**، اور وہ اپنے اقتدار اور بادشاہت کو جادو کے ذریعے چلاتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اس الزام کو رد کرتے ہوئے فرمایا:

"سلیمانؑ نے کفر نہیں کیا، بلکہ شیطانوں نے کفر کیا۔"

یعنی حضرت سلیمانؑ تو اللہ کے برگزیدہ نبی تھے، انہوں نے کبھی جادو نہیں کیا۔ جادو دراصل شیطانوں کی تعلیمات کا حصہ تھا جنہوں نے لوگوں کو گمراہ کیا۔

www.studyvillas.com

یہ شیطان بنی اسرائیل کو وہ علم سکھاتے تھے جس سے وہ مرد و عورت کے درمیان جدائی ڈال دیتے تھے۔ لیکن اللہ نے واضح کر دیا کہ **جادو اللہ کے حکم کے بغیر کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔**

---

6. ہاروت اور ماروت کا امتحان

اللہ تعالیٰ نے مزید بتایا کہ **بابل** (موجودہ عراق کے ایک علاقے) میں اللہ نے دو فرشتے، **ہاروت اور ماروت،** کو بھیجا۔ وہ لوگوں کو جادو کی تعلیم اس لیے دیتے تھے تاکہ انہیں آزمائش میں ڈالا جائے۔ لیکن وہ ہر بار واضح کر دیتے تھے کہ "ہم آزمائش کے لیے ہیں، اس سے کفر نہ کرنا۔"

اس کے باوجود کچھ لوگ اس علم کو غلط مقصد کے لیے استعمال کرتے، یعنی **انسانوں کو نقصان پہنچانے اور رشتوں میں فساد ڈالنے** کے لیے۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ جادو سیکھنے اور استعمال کرنے والے کو **آخرت میں کوئی حصہ نہیں** ملے گا، کیونکہ جادو اللہ کے قانون کے خلاف اور کفر کی ایک شکل ہے۔

www.studyvillas.com

7. جادو کی حقیقت

اسلام کے مطابق جادو ایک **حقیقی اثر رکھنے والا عمل** ہے، مگر وہ صرف **اللہ کی اجازت سے** اثر انداز ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ جادو کی تائید کرتا ہے، بلکہ وہ بطور **آزمائش** انسان کو اختیار دیتا ہے۔

قرآن نے واضح کیا کہ جادو نفع نہیں بلکہ **نقصان** پہنچاتا ہے۔ جادوگر اور اس پر یقین رکھنے والے دونوں **اللہ کی لعنت** کے مستحق ہیں۔

---

8. اس واقعے سے حاصل ہونے والے اسباق

(الف) ایمان کی بنیاد اطاعت اور تسلیم ہے:

بنی اسرائیل نے جبرائیلؑ سے دشمنی اور نبی ﷺ کی مخالفت کر کے ثابت کیا کہ ان کے دل تعصب سے بھرے تھے۔ ایمان کے لیے دل کا کھلا ہونا ضروری ہے۔

www.studyvillas.com

(ب) وحی الٰہی کی اہمیت:

وحی صرف ایک مخصوص قوم کے لیے نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے ہدایت ہے۔ جو وحی کے کسی حصے کا انکار کرے، وہ حقیقت میں ایمان سے محروم ہے۔

(ج) جادو سے اجتناب:

یہ آیات واضح کرتی ہیں کہ جادو سیکھنا اور اس پر عمل کرنا **حرام اور کفر** ہے۔ اسلام میں کسی کو نقصان پہنچانے یا رشتے توڑنے کی اجازت نہیں۔

(د) اللہ کی قدرت کا اعتراف:

اگر جادو کسی کو نقصان پہنچاتا ہے تو وہ بھی اللہ کے حکم سے ہی ہوتا ہے۔ یہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ کائنات کا اصل اختیار اللہ کے ہاتھ میں ہے، کسی جادوگر یا شیطان کے نہیں۔

(ہ) آخرت کا یقین:

جو لوگ دنیاوی فائدے کے لیے اللہ کے قانون کو توڑتے ہیں، ان کے لیے آخرت میں سخت سزا ہے۔ قرآن نے انہیں "بری چیز کے بدلے اپنی جانیں بیچنے والے" کہا ہے۔

www.studyvillas.com

---

9. موجودہ دور کے لیے رہنمائی

آج بھی دنیا میں جادو، ٹونا، تعویذ، اور عاملوں کے ذریعے مسائل حل کرنے کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے۔ ان آیات کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو خبردار کر رہا ہے کہ **ایسے لوگوں کے پیچھے نہ جائیں جو جادو یا غیر شرعی طریقوں سے مسائل حل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔**

مسلمان کو ہر حال میں صرف **اللہ سے مدد مانگنی چاہیے**، کیونکہ وہی نفع اور نقصان کا مالک ہے۔

خلاصہ

سورۃ البقرہ کی آیات *97* تا *102* میں تین بڑے موضوعات بیان کیے گئے ہیں:

1. **جبرائیلؑ اور وحیِ الٰہی کی عظمت۔**

www.studyvillas.com

2. بنی اسرائیل کی نافرمانی اور ان کا تعصب۔

3. جادو اور باطل علوم کا فتنہ۔

یہ آیات اس حقیقت کو ظاہر کرتی ہیں کہ ایمان، صداقت، اور اطاعت کے بغیر علم انسان کے لیے نقصان دہ بن جاتا ہے۔ بنی اسرائیل نے علم پایا مگر عمل نہیں کیا، نتیجتاً گمراہی میں پڑ گئے۔

قرآن ہمیں سکھاتا ہے کہ ایمان صرف زبان سے نہیں بلکہ **دل کی تسلیم اور عملِ صالح** سے مکمل ہوتا ہے۔ جو اللہ، فرشتوں، رسولوں اور وحی پر ایمان رکھتا ہے، وہی حقیقی مومن ہے۔ جو دنیاوی فائدے کے لیے حق کو چھوڑتا ہے، وہ اپنی آخرت کھو دیتا ہے۔

یوں یہ آیات ایمان، وحی، اطاعت، اور اللہ کی قدرت کا ایک مکمل پیغام پیش کرتی ہیں جو ہر زمانے کے انسان کے لیے راہِ ہدایت ہے۔

www.studyvillas.com

سوال نمبر *4:* سورۃ البقرہ رکوع نمبر *15* کا سلیس ترجمہ اور تشریح

ترجمہ *(*آیات *122* تا *129):*

(122) اے بنی اسرائیل*!* میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی، اور یہ کہ میں نے تمہیں تمام جہانوں پر فضیلت دی۔

(123) اور اس دن سے ڈرو جب کوئی جان کسی جان کے کچھ کام نہ آئے گی، اور نہ کسی سے کوئی فدیہ قبول کیا جائے گا، اور نہ کسی کو کوئی سفارش نفع دے گی، اور نہ ہی انہیں مدد پہنچائی جائے گی۔

(124) اور جب ابراہیمؑ کو ان کے رب نے چند باتوں میں آزمایا، تو انہوں نے وہ سب پوری کر دکھائیں۔ *(*اللہ نے*)* فرمایا: میں تمہیں لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔ ابراہیمؑ نے عرض کیا: اور میری اولاد میں سے بھی *(*یہ منصب ہوگا*)*؟ فرمایا: میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔

(125) اور *(*یاد کرو*)* جب ہم نے اس گھر *(*کعبہ*)* کو لوگوں کے لیے عبادت گاہ اور امن کی جگہ بنایا، اور کہا کہ ابراہیمؑ کے مقام کو نماز کی جگہ بناؤ۔ اور ہم نے ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کو حکم دیا کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں، رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک

www.studyvillas.com

رکھو۔

(126) اور جب ابراہیمؑ نے دعا کی: اے میرے رب! اس شہر کو امن والا بنا اور اس کے رہنے والوں کو پھلوں سے روزی دے، ان میں سے جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھے۔ *(اللہ نے)* فرمایا: جو کفر کرے گا، اسے بھی میں تھوڑی مدت کے لیے فائدہ پہنچاؤں گا، پھر اسے آگ کے عذاب کی طرف مجبور کر دوں گا، اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

(127) اور جب ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے *(تو* دعا کر رہے تھے*)*: اے ہمارے رب! ہم سے *(یہ خدمت)* قبول فرما، بے شک تو ہی سننے والا، جاننے والا ہے۔

(128) اے ہمارے رب! ہمیں اپنا فرمانبردار بنا دے اور ہماری اولاد میں سے ایک امت کو اپنا فرمانبردار بنا، اور ہمیں ہماری عبادت کے طریقے دکھا، اور ہم پر اپنی رحمت فرما، بے شک تو ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

(129) اے ہمارے رب! ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیج جو ان پر تیری آیات تلاوت کرے، انہیں کتاب و حکمت سکھائے، اور انہیں پاکیزہ بنائے۔ بے شک تو ہی غالب اور حکمت والا ہے۔

www.studyvillas.com

تشریح:

یہ رکوع قرآن مجید کے نہایت اہم رکوعات میں سے ہے، کیونکہ اس میں **حضرت ابراہیم علیہ السلام** اور ان کے بیٹے **حضرت اسماعیل علیہ السلام** کا ذکر آتا ہے، جنہوں نے اللہ کے حکم سے **خانہ کعبہ کی تعمیر** کی۔ اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کی نافرمانیوں کے باوجود اپنی نعمتوں کی یاد دہانی کرائی، اور بتایا کہ اصل فضیلت ایمان اور اطاعت میں ہے، نہ کہ نسب یا قومیت میں۔

***1.* بنی اسرائیل کو نعمتوں کی یاد دہانی (آیت *122*)**

اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ ’’میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی۔‘‘

یہ آیت ان کو ان کے شاندار ماضی کی یاد دلاتی ہے، جب اللہ نے انہیں انبیاء، کتاب، حکومت، اور عزت عطا فرمائی۔ لیکن یہ نعمتیں اس وقت باقی رہ سکتی تھیں جب وہ **اللہ کے حکموں پر قائم رہتے۔**

www.studyvillas.com

فضیلت کا مطلب برتری ہے، مگر وہ برتری **شرطِ اطاعت** سے مشروط تھی۔ جب وہ اطاعت سے ہٹے تو وہ فضیلت ختم ہو گئی، اور یہی پیغام بعد کی امت یعنی مسلمانوں کے لیے بھی ہے کہ اللہ کی نعمت ایمان کے ساتھ وابستہ ہے، نسب یا زبان سے نہیں۔

---

2. یومِ حساب کی تنبیہ (آیت 123)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس دن سے ڈرو جس میں کوئی جان کسی دوسری جان کے کچھ کام نہیں آئے گی، نہ سفارش قبول ہو گی، نہ فدیہ، نہ مدد۔

یہ آیت **آخرت کی انفرادی ذمہ داری** کو واضح کرتی ہے۔ یہاں کسی کی سفارش یا مال و دولت کسی کو نہیں بچا سکتی۔

یہ بنی اسرائیل کے اس غلط عقیدے کی تردید ہے کہ وہ اپنی "چُنی ہوئی قوم" ہونے کی بنا پر نجات پائیں گے۔ قرآن نے صاف کہا کہ **نجات صرف ایمان اور عمل صالح سے ہوگی۔**

www.studyvillas.com

یہ آیت مسلمانوں کو بھی یاد دہانی کراتی ہے کہ آخرت میں سفارش، نسب یا تعلقات سے نہیں بلکہ **عمل سے فیصلہ ہوگا۔**

3.* حضرت ابراہیمؑ کی آزمائش اور امامت *(آیت 124)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیمؑ کے عظیم امتحان کا ذکر کرتا ہے۔

فرمایا گیا: ”جب ابراہیمؑ کو ان کے رب نے چند باتوں میں آزمایا، تو انہوں نے وہ سب پوری کر دکھائیں۔“

یہ آزمائشیں مختلف تھیں، جیسے:

- اپنی قوم اور باپ کی مخالفت کے باوجود توحید پر قائم رہنا،
- نمرود کے مقابلے میں اللہ کی وحدانیت کا اعلان،
- بیٹے کو قربان کرنے کے لیے تیار ہونا،

www.studyvillas.com

- اپنی بیوی اور نومولود بیٹے کو بیابان وادی (مکہ) میں چھوڑ دینا۔

جب ابراہیمؑ نے ہر امتحان میں صبر و اطاعت دکھائی تو اللہ نے فرمایا: **"میں تمہیں لوگوں کا امام بناؤں گا۔"**

یہ امامت دینی قیادت ہے، یعنی ابراہیمؑ کو **ایمان، صبر، قربانی اور عملِ صالح کی بنیاد پر تمام انسانوں کے لیے مثال** بنایا گیا۔

ابراہیمؑ نے عرض کیا کہ میری اولاد میں سے بھی (یہ منصب)؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **"میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا"** یعنی امامت یا قیادت صرف ان لوگوں کے لیے ہے جو ظالم نہ ہوں، خواہ وہ ابراہیمؑ کی اولاد ہی کیوں نہ ہوں۔

یہ اصولی قانون آج بھی قائم ہے کہ **قیادت ایمان، عدل اور نیکی کی بنیاد پر ہونی چاہیے، نہ کہ نسب یا خاندانی تعلق پر۔**

4.* کعبہ کی حرمت اور مقامِ ابراہیمؑ *(آیت 125)

www.studyvillas.com

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے **خانہ کعبہ کو لوگوں کے لیے عبادت گاہ اور امن کی جگہ** بنایا۔

یہ وہ مقام ہے جہاں ہر انسان برابر ہے، اور جہاں کسی کو کسی پر کوئی برتری حاصل نہیں۔

"ابراہیمؑ کے مقام کو نماز کی جگہ بناؤ" سے مراد وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی۔

پھر اللہ نے ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کو حکم دیا کہ **میرے گھر کو پاک رکھو**، یعنی ظاہری گندگی، شرک، اور گناہوں سے پاک۔

یہ آیت مسلمانوں کو یہ تعلیم دیتی ہے کہ **عبادت کی جگہوں کو پاکیزہ رکھنا، دل کو ایمان سے منور کرنا، اور نیت کو خالص رکھنا عبادت کا حصہ ہے۔**

---

5. حضرت ابراہیمؑ کی دعا برائے امن اور رزق *(آیت 126)*

www.studyvillas.com

حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی:

"اے میرے رب! اس شہر (مکہ) کو امن والا بنا، اور اس کے رہنے والوں کو پھلوں سے روزی دے۔"

یہ دعا آج بھی مکہ مکرمہ کی شان ہے۔ دنیا کے ہر کونے سے رزق وہاں پہنچتا ہے، حالانکہ وہ ایک بنجر وادی ہے۔

اللہ نے جواب میں فرمایا کہ ایمان والوں کے ساتھ ساتھ کافروں کو بھی دنیا میں رزق دیا جائے گا، لیکن **آخرت کا حصہ صرف ایمان والوں کے لیے ہے۔**

یہ آیت ہمیں سکھاتی ہے کہ **دنیاوی رزق اللہ سب کو دیتا ہے، مگر دائمی نعمت ایمان والوں کے لیے مخصوص ہے۔**

---

6. خانہ کعبہ کی تعمیر (آیت 127)

یہ آیت ایک روح پرور منظر پیش کرتی ہے جب **حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ** بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے۔

اس موقع پر وہ دعا کرتے جا رہے تھے:

www.studyvillas.com

"اے ہمارے رب! ہم سے (یہ خدمت) قبول فرما، تو ہی سننے والا، جاننے والا ہے۔"

یہ جملہ **اخلاص، عاجزی اور اللہ سے قربت** کی اعلیٰ مثال ہے۔ وہ دونوں نبی ہونے کے باوجود فخر نہیں کرتے بلکہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ اس خدمت کو قبول کرے۔

یہ آیت اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ **اللہ کے نزدیک عمل کی قدر نیت اور اخلاص سے ہے، نہ کہ ظاہری شان سے۔**

---

7. دعا برائے امت مسلمہ (آیت 128)

ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ نے مزید دعا کی:

"اے ہمارے رب! ہمیں اپنا فرمانبردار بنا دے، اور ہماری اولاد میں سے ایک امت کو اپنا فرمانبردار بنا۔"

یہ دعا دراصل **امتِ محمدیہ** ﷺ کے لیے پیشگی دعا تھی، جو بعد میں ابراہیمؑ کی نسل سے پیدا ہوئی۔

www.studyvillas.com

انہوں نے مزید عرض کیا کہ "ہمیں عبادت کے طریقے دکھا، اور ہم پر رحم فرما۔"

یہ ظاہر کرتا ہے کہ **عبادت کے طریقے بھی اللہ سے سیکھنے کی ضرورت ہے۔**

انسان اپنی مرضی سے عبادت کے طریقے نہیں بنا سکتا، بلکہ وہ وہی عبادت قابل قبول ہے جو **وحی اور نبی کے ذریعے سکھائی جائے۔**

8.* نبی ﷺ کے آنے کی دعا *(آیت 129)

یہ رکوع حضرت ابراہیمؑ کی اس مشہور دعا پر ختم ہوتا ہے جو بعد میں **نبی کریم ﷺ کی بعثت کی صورت میں قبول ہوئی۔**

انہوں نے دعا کی:

"اے ہمارے رب! ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیج جو ان پر تیری آیات تلاوت کرے، انہیں کتاب و حکمت سکھائے، اور انہیں پاکیزہ بنائے۔"

www.studyvillas.com

یہ دعا سیدنا محمد ﷺ کے حق میں تھی، جو حضرت اسماعیلؑ کی نسل سے مبعوث ہوئے۔

یہ آیت نبی ﷺ کی **نبوت کی پیشگوئی** بھی ہے، اور یہ بتاتی ہے کہ ان کی بعثت اللہ کی ایک ازلی منصوبہ بندی کا حصہ تھی۔

---

9. رکوع کا مرکزی پیغام

یہ رکوع ایمان، توحید، اطاعت اور قیادت کے اصولوں کا مجموعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات کے ذریعے واضح کیا کہ:

- قیادت نیکی اور عدل پر منحصر ہے، نسب پر نہیں۔
- ایمان کے بغیر کوئی قوم اللہ کے وعدے کی مستحق نہیں۔
- عبادت کا مرکز اللہ کا گھر (کعبہ) ہے، جو امن، برابری اور بندگی کی علامت ہے۔

www.studyvillas.com

- ابراہیمؑ کی دعا نبی ﷺ اور امتِ مسلمہ کی بنیاد بنی۔

***10.* موجودہ دور کے لیے سبق**

1. ***ایمان اور عمل کی بنیاد پر عزت:*** قوموں کی فضیلت ان کے ایمان اور اعمال سے ہے، نسل یا زبان سے نہیں۔

2. ***عبادت میں اخلاص:*** ابراہیمؑ کی دعا ہمیں سکھاتی ہے کہ عبادت میں عاجزی اور اخلاص ضروری ہیں۔

3. ***امن و مساوات کی اہمیت:*** کعبہ مسلمانوں کے لیے وحدت اور امن کی علامت ہے، ہمیں اس مقصد کو دنیا بھر میں پھیلانا چاہیے۔

www.studyvillas.com

4. **دینی قیادت کا معیار:** قیادت صرف نیک اور عادل لوگوں کو ملنی چاہیے، ظلم یا مفاد پرست لوگ اس کے اہل نہیں۔

5. **دعا کی اہمیت:** ہر عمل کے ساتھ دعا قبولیت اور برکت کا ذریعہ ہے۔

خلاصہ:

سورۃ البقرہ کا رکوع نمبر 15 ایک جامع پیغام پیش کرتا ہے جس میں **بنی اسرائیل کی غفلت، ابراہیمؑ کی فرمانبرداری، خانہ کعبہ کی تعمیر، اور نبی ﷺ کی بعثت کی بشارت** بیان ہوئی ہے۔

یہ رکوع ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ایمان، اطاعت، عدل اور خلوص وہ بنیادیں ہیں جن پر اللہ کی رحمت اور قیادت قائم ہوتی ہے۔

جو قوم ان اصولوں کو اپناتی ہے، اللہ اسے عزت دیتا ہے؛ اور جو ان سے ہٹ جاتی ہے، وہ فضلِ الٰہی سے محروم ہو جاتی ہے۔

www.studyvillas.com

سوال نمبر *5:* سورۃ البقرہ کے رکوع نمبر *19* کا ترجمہ و تشریح

ترجمہ *(آیات 183 تا 188):*

(183) اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

(184) چند گنتی کے دن ہیں، پس جو شخص تم میں بیمار ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں میں گنتی پوری کر لے، اور جو اس کی طاقت رکھتے ہوں مگر روزہ نہ رکھیں تو فدیہ دیں: ایک مسکین کو کھانا کھلانا۔ پھر جو شخص اپنی خوشی سے نیکی کرے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے، اور اگر تم سمجھو تو روزہ رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے۔

(185) رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا، جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور ہدایت کی واضح دلیلیں رکھتا ہے اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔ پس تم میں جو کوئی اس مہینے کو پائے، وہ اس کے روزے رکھے، اور جو بیمار یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرے۔ اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے، تنگی نہیں چاہتا، تاکہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بیان کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت دی، اور تاکہ تم شکر ادا کرو۔

www.studyvillas.com

(186) اور جب میرے بندے تم سے میرے بارے میں پوچھیں تو (کہہ دو) میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا سنتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہیے کہ وہ میری بات مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ سیدھی راہ پر چلیں۔

(187) تمہارے لیے روزوں کی راتوں میں اپنی بیویوں کے پاس جانا حلال کیا گیا ہے، وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو۔ اللہ جانتا ہے کہ تم اپنے آپ سے خیانت کرتے تھے، سو اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف کر دیا۔ اب ان سے صحبت کرو اور جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے اسے تلاش کرو، اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ فجر کی سفید دھاری تمہارے لیے رات کی سیاہ دھاری سے ظاہر ہو جائے، پھر روزے کو رات تک پورا کرو، اور جب تم مسجدوں میں اعتکاف میں ہو تو اپنی بیویوں کے پاس نہ جاؤ۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں، پس ان کے قریب نہ جاؤ۔ اسی طرح اللہ اپنے احکام لوگوں کے لیے بیان کرتا ہے تاکہ وہ پرہیزگار بن جائیں۔

(188) اور اپنے مال آپس میں ناحق نہ کھاؤ، اور نہ اسے حکام تک پہنچاؤ تاکہ تم دوسروں کے مال کا کچھ حصہ گناہ کے ساتھ کھا جاؤ، حالانکہ تم جانتے ہو۔

www.studyvillas.com

تشریح:

سورۃ البقرہ کا یہ رکوع نہایت اہم ہے کیونکہ اس میں **روزے کی فرضیت، اس کے مقاصد، آسانیاں، روحانی اثرات، دعا کی قبولیت، ازدواجی تعلقات کے اصول، اور مالی دیانت کے احکام** بیان کیے گئے ہیں۔ یہ رکوع دراصل مسلمانوں کو تزکیہ نفس، صبر، عبادت، اور تقویٰ کی مکمل تعلیم دیتا ہے۔

1.* روزے کی فرضیت اور مقصد *(آیت 183)

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے:

***"اے ایمان والو!* تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔"**

یہ آیت روزے کے بنیادی فلسفے کو واضح کرتی ہے۔

روزہ محض بھوکا اور پیاسا رہنے کا نام نہیں بلکہ **تقویٰ حاصل کرنے کا ذریعہ** ہے۔

www.studyvillas.com

روزے سے انسان اپنے نفس کو قابو میں رکھتا ہے، خواہشات پر ضبط کرتا ہے، اور اللہ کی رضا کے لیے قربانی دیتا ہے۔

یہ حکم انبیاء و امتوں میں بھی موجود رہا۔ سابقہ امتوں میں بھی روزے مختلف انداز میں فرض تھے، لیکن اسلام نے اسے ایک **جامع روحانی تربیت** کی شکل دی۔

"لعلکم تتقون" یعنی ''تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ'' بتاتا ہے کہ روزہ تقویٰ کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔ جب انسان خلوصِ نیت سے روزہ رکھتا ہے تو وہ جھوٹ، غیبت، ظلم، اور گناہ سے بچتا ہے۔

---

2. رخصت اور سہولت (آیت 184)

اللہ تعالیٰ نے روزے میں سہولت کا پہلو رکھا۔ فرمایا:

"چند گنتی کے دن ہیں، پس جو بیمار ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں میں روزے پورے کرے۔"

www.studyvillas.com

یعنی اسلام نے عبادت کو مشقت نہیں بنایا بلکہ **انسانی حالت کے مطابق سہولت** دی۔

اگر کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو روزے چھوڑ کر بعد میں رکھ سکتا ہے۔

پھر فرمایا گیا کہ جو لوگ طاقت رکھتے ہوں مگر روزہ نہ رکھیں تو وہ **فدیہ دیں** یعنی ایک مسکین کو کھانا کھلائیں۔

اگر کوئی شخص مزید نیکی کرنا چاہے تو اللہ اسے بہتر سمجھتا ہے۔

آخر میں فرمایا:

"اور اگر تم سمجھو تو روزہ رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے۔"

اس جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ روزے کا فائدہ دنیا و آخرت دونوں میں ہے۔

روزے سے صحت بہتر ہوتی ہے، نظم و ضبط پیدا ہوتا ہے، اور دل اللہ کے قریب آتا ہے۔

---

3. رمضان اور قرآن (آیت 185)

www.studyvillas.com

یہ آیت رمضان المبارک کی عظمت کو بیان کرتی ہے:

"رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا، جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے..."

یہاں بتایا گیا کہ **رمضان صرف روزے کا مہینہ نہیں بلکہ قرآن کے نزول کا مہینہ ہے۔**

قرآن ہدایت، روشنی، اور حق و باطل میں فرق کرنے والا پیغام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ جو اس مہینے کو پائے، وہ روزے رکھے، اور جو بیمار یا سفر پر ہو، وہ دوسرے دنوں میں روزے پورے کرے۔

اس کے ساتھ اللہ نے اپنی رحمت کا اعلان کیا کہ **"اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے، تنگی نہیں۔"**

یہ آیت بتاتی ہے کہ اسلام کا نظام عبادت **انسانی فطرت کے مطابق** ہے۔

اس کا مقصد بندے کو مشقت میں ڈالنا نہیں بلکہ **روحانی ترقی اور شکرگزاری** کی تربیت دینا ہے۔

www.studyvillas.com

آخر میں فرمایا گیا:

"تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اور شکر ادا کرو۔"

یعنی رمضان کے بعد عید الفطر اس شکر کے اظہار کا دن ہے کہ اللہ نے ہمیں عبادت کی توفیق دی۔

---

4. دعا کی قبولیت کا اعلان (آیت 186)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"جب میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں تو (کہہ دو) میں قریب ہوں، دعا کرنے والے کی دعا سنتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔"

یہ آیت روزہ دار کے دل کو اطمینان دیتی ہے کہ اللہ **ہمیشہ قریب** ہے۔

دعا انسان اور اللہ کے درمیان تعلق کا اظہار ہے۔

اس آیت میں کوئی واسطہ نہیں رکھا گیا بلکہ بندے اور رب کے درمیان براہِ راست رابطے کی تعلیم دی گئی ہے۔

یہاں اللہ نے دو باتوں کا حکم دیا:

www.studyvillas.com

1. بندہ **اللہ کی بات مانے۔**

2. بندہ **اللہ پر ایمان رکھے۔**

اس کے نتیجے میں اللہ وعدہ فرماتا ہے کہ وہ انہیں **سیدھی راہ** دکھائے گا۔

یہ آیت عبادت کی روح کو بیان کرتی ہے کہ عبادت کا اصل مقصد اللہ سے قرب حاصل کرنا ہے، اور روزہ اس قرب کا سب سے مؤثر ذریعہ ہے۔

---

5. ازدواجی تعلقات کے اصول (آیت 187)

اسلامی شریعت نے روزے کے دوران **اعتدال اور حدود** کا واضح تعین کیا۔ فرمایا:

"تمہارے لیے روزوں کی راتوں میں اپنی بیویوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا ہے، وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو۔"

www.studyvillas.com

یہ آیت ازدواجی زندگی کے حسن اور پاکیزگی کو واضح کرتی ہے۔

"لباس" سے مراد محبت، حفاظت، اور سکون ہے۔ جیسے لباس جسم کو ڈھانپتا اور زینت دیتا ہے، ویسے ہی شوہر بیوی ایک دوسرے کی عزت و وقار کا ذریعہ ہیں۔

ابتدائی دور میں روزے کی راتوں میں بیوی کے قریب جانا ممنوع تھا، مگر اللہ نے مسلمانوں پر رحم فرما کر یہ حکم **منسوخ** کر دیا اور اجازت دے دی۔

پھر فرمایا گیا کہ تم **کھاؤ، پیو، یہاں تک کہ صبح کی سفید دھاری (فجر) رات کی سیاہی سے ظاہر ہو جائے۔**

یہ آیت روزے کے **آغاز اور اختتام کا وقت** واضح کرتی ہے۔

اللہ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر تم **اعتکاف** میں ہو تو بیویوں سے تعلق نہ رکھو کیونکہ اعتکاف مکمل عبادت کا وقت ہے۔

آخر میں فرمایا:

"یہ اللہ کی حدیں ہیں، پس ان کے قریب نہ جاؤ۔"

www.studyvillas.com

یعنی اسلام نہ صرف عبادت کے اصول بتاتا ہے بلکہ اخلاقی حدود کا نظام بھی قائم کرتا ہے تاکہ بندہ متوازن زندگی گزارے۔

---

6. مالی معاملات میں دیانت (آیت 188)

یہ آیت رکوع کے آخر میں مالی اخلاقیات پر روشنی ڈالتی ہے:

"اور اپنے مال آپس میں ناحق نہ کھاؤ، اور نہ اسے حکام تک پہنچاؤ تاکہ دوسروں کا مال گناہ کے ساتھ کھا جاؤ، حالانکہ تم جانتے ہو۔"

یہ حکم **معاشرتی انصاف اور دیانت** کے قیام کے لیے بنیادی اصول ہے۔

اسلامی نظام میں عبادت اور مالی لین دین ایک دوسرے سے الگ نہیں۔

جو شخص نماز پڑھتا ہے اور روزہ رکھتا ہے، اسے مالی دیانت داری کا بھی مظاہرہ کرنا چاہیے۔

یہ آیت رشوت، دھوکہ، سود، فراڈ، جھوٹے مقدمات، اور ناانصافی جیسے اعمال کی سخت مذمت کرتی ہے۔

www.studyvillas.com

اسلام کے نزدیک مال کمانا جائز ہے مگر **ناجائز ذرائع سے مال حاصل کرنا گناہ کبیرہ** ہے۔

---

7. روزے کا روحانی پہلو

اس پورے رکوع میں عبادت کی ظاہری شکل کے ساتھ ساتھ اس کی **روحانی حقیقت** بھی بیان ہوئی ہے۔

روزہ صرف جسمانی مشقت نہیں بلکہ روح کی تربیت ہے۔

یہ انسان کو صبر، قناعت، برداشت، شکر، اور دوسروں کے احساس کا درس دیتا ہے۔

روزہ دار شخص جب بھوک برداشت کرتا ہے تو اسے غریبوں کی حالت کا احساس ہوتا ہے۔

یہ احساس اسے **سماجی انصاف اور ہمدردی** کی طرف مائل کرتا ہے۔

قرآن روزے کو **تزکیۂ نفس *(Self-purification)*** کا ذریعہ قرار دیتا ہے تاکہ انسان اپنے نفس پر قابو پا کر اللہ کے قریب ہو جائے۔

www.studyvillas.com

---

8. روزے اور دعا کا تعلق

آیت *186* میں روزے کے درمیان دعا کا ذکر اس بات کی علامت ہے کہ **روزہ اور دعا لازم و ملزوم ہیں۔**

جب بندہ روزہ رکھ کر اپنی خواہشات کو قربان کرتا ہے تو اس کا دل نرم اور خالص ہو جاتا ہے، اور اس وقت کی دعا خاص قبولیت رکھتی ہے۔

حدیث میں آیا ہے:

"روزہ دار کی دعا رد نہیں کی جاتی۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روزے کا مقصد صرف ظاہری عبادت نہیں بلکہ **روحانی تعلق کا قیام** ہے۔

---

9. اعتدال اور سہولت کا پیغام

www.studyvillas.com

اسلام نے عبادات میں کبھی انتہا پسندی نہیں سکھائی۔

یہ رکوع بار بار یہ پیغام دیتا ہے کہ اللہ آسانی چاہتا ہے، سختی نہیں۔

اس کا مقصد بندوں کو آزمانا نہیں بلکہ **انہیں کامیاب بنانا ہے۔**

یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی بیمار یا سفر میں ہے تو روزہ مؤخر کر سکتا ہے۔

یہ اصول ہمیں یاد دلاتا ہے کہ **اسلام انسان دوست مذہب** ہے جو ہر حال میں توازن سکھاتا ہے۔

---

10. رکوع کا مرکزی پیغام

یہ رکوع عبادت، اخلاق، اور معاشرتی ذمہ داریوں کا مکمل مجموعہ ہے۔

اس کے بنیادی نکات یہ ہیں:

1. روزہ فرض عبادت ہے جس کا مقصد تقویٰ ہے۔

2. اسلام عبادات میں سہولت دیتا ہے۔

www.studyvillas.com

3. رمضان قرآن کا مہینہ اور ہدایت کا موسم ہے۔

4. دعا بندے کا سب سے مضبوط ہتھیار ہے۔

5. ازدواجی تعلقات پاکیزگی اور محبت پر مبنی ہونے چاہئیں۔

6. مالی لین دین میں عدل اور دیانت ضروری ہے۔

خلاصہ

سورۃ البقرہ کا رکوع نمبر 19 انسان کی **عبادت، روحانیت، اور اخلاقی کردار** کی تکمیل کا سبق دیتا ہے۔

اس میں روزے کے فرض ہونے سے لے کر دعا، ازدواجی زندگی، اور مالی دیانت تک ہر پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

www.studyvillas.com

یہ رکوع ہمیں سکھاتا ہے کہ **عبادت صرف نماز اور روزے کا نام نہیں بلکہ پورے نظامِ زندگی کی اصلاح کا عمل ہے۔**

جب بندہ عبادت میں اخلاص، دعا میں یقین، اور لین دین میں دیانت اپناتا ہے تو وہ حقیقی متقی بنتا ہے۔

یوں یہ رکوع ایمان والوں کے لیے مکمل ضابطۂ حیات فراہم کرتا ہے جو انہیں دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی عطا کرتا ہے۔

www.studyvillas.com